A BRIEF REVIEW OF THE ATTRIBUTES OF THE COMPANIONS IN THE LIGHT OF AUTHENTIC AHADITHS

صحابہ کرامؓ کی صفات کا احادیث صحیحہ کی روشنی میں مختصر جائزہ

Muhammad Hassan Saeed, Phd. Research Scholar Department of Usooluddin, University of Karachi, Lecturer National University of Computer & Emerging Sciences (Fast) Karachi Email: hassan.saeed@nu.edu.pk Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-8739-9269

Prof. Dr. Ubaid Ahmed Khan, Department of Usooluddin, University of Karachi, Karachi. Email: drubaidahmedkhan@uok.edu.pk

Prof. Dr. Hafiz Munir Ahmed Khan, Dean Faculty of Islamic Culture, University of sindh, Jamshoro. Email:hafizmunirahmedkhan@gmail.com Orcid ID:https://orcid.org/0000-0001-5009-6766

ABSTRACT:

The Companions □are, in fact, the epitome of the blessed life of the Holy Prophet ﷺThe Companions □, as a group, were a living example of the Prophet's persona. The Companions □ were always present in the Majlis-e-Nabawi ﷺ and they were the ones who aware about the nature of the Prophet ﷺ the most. Those were the persons who have received the honor of learning directly from the Holy Prophet ﷺ. They had been trained in the light of the revelation revealed to the Prophet ﷺ himself. Thus, the Prophet ﷺ taught and trained them for twenty-three years and fulfilled this responsibility with absolute perfection. And the wise know, especially who related to the field of education, that the strongest, most accurate and authentic testimony of any student can be that of his teacher before whom he has spent his days and nights. The first teacher of this divine school was Hazrat Muhammad ﷺ and his first disciples were Sahaba □ and the school was directed by Allah Almighty Himself, who is free from human errors. Hitherto, the first teacher awarded the certificates to his first learners by passing various examinations are still preserved in the books of Ahadith under the title of Manaqib and Virtues of the Sahabah □. Hundreds of Ahadiths related to the Manaqib of the Companions are compiled in the books of Ahadith. But as an example, we have selected total 33 Ahadiths; majority of them are taken from Sihah Sittah, 03 from Musnad Ahmad, 03 from Mu'ajm Tabarani, 01 from Tarikh-e-Baghdad, 01 from Musnad-e-Abi Ya'laa, which has been mentioned in the footnotes. We have also mentioned the brief introduction of the personalities from whose books we have taken Ahadiths in the footnotes, so that the reader can get acquainted with it. In the same way, instead of a long interpretation of each hadith, the quality and characteristic of the Companions stated in that hadith has been defined by the title with a brief overview. Overall, a total of thirty three titles have come to light.

***KEYWORDS*:** *Companions, Manaqib e Sahabah, characteristic of the Companion, Attributes of Sahabah.*

زیرِ نظر جائزے کے امیازات :

- زیر نظر جائزے کا محور حضرات صحابہ کرامؓ کی مبارک زندگی ہے۔
- اس جائزے میں صحابی کا مصداق، ان کی عدالت، ثقاہت اور امت کے لیے ان کی قائدانہ حیثیت کو بیان کیا گیا ہے۔
- اس جائزے میں "سبِّ صحابہ"، "شاتم صحابہ" اور ان کے ساتھ "معاشرت رکھنے کا حکم" جیسے حساس موضوعات کو نوکِ قلم لایا گیا ہے۔

- اس جائزے کے مطالعے سے واضح ہو گا کہ صحابہ کرام ؓ ہمارے لیے فروع کے ساتھ ساتھ اصول دین میں بھی مقتدا ہیں۔
- اس جائزے کے مطالعے سے واضح ہو گا کہ قرآن کریم اور سنت نبوی کا عملی نمونہ صحابہ کرام ؓ ہیں۔
- اس جائزے کے مطالعے سے واضح ہو گا کہ صحابہ کرامؓ کی شخصیات کا تعلق براہ راست عقائد اسلام سے ہے۔
- اس جائزے میں 33 احادیث ہیں۔ اکثر صحاح ستہ سے ماخوذ ہیں، باقی مسند احمد وابو یعلی، معجم کبیر، اوسط، صغیر اور تاریخ بغداد سے ہیں۔
- ہر حدیث کو ایک عنوان دیا گیا ہے کہ قاری کا ذہن حدیث کی قرأت سے پہلے ہی اصل مدعا کی طرف متوجہ ہو سکے۔
- ہر حدیث کا عربی متن درج کیا گیا ہے تا کہ قاری ترجمے کو اصل متن سے ملا کر صحیح فہم حاصل کر سکے۔
- ہر حدیث کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تا کہ حدیث میں موجود اجمال کی تفصیل، ابہام کی تشریح اور اہم نکات کو اجاگر کیا جائے۔
- یہ جائزہ بے وجہ طوالت اور ضرورت سے زیادہ اختصار سے پاک ہے، کیوں کہ دونوں ہی مخل للفہم ہوتے ہیں۔
- بعض جگہ تکرارِ حدیث نظر آئے گا اس کی بنیادی وجہ خصوصیات وحیثیات کا تعدد ہے نا کہ تکرارِ محض۔
- آخر میں اس مختصر جائزے کا نتیجہ اور سفارشات کے عنوان سے چند سطور ہیں۔
- احادیث کا حوالہ دینے میں طریقہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے مصنف کا نام اس کے بعد کتاب کا نام، پھر متعلقہ کتاب اور اس کتاب کے تحت مذکور باب کا عنوان دیا گیا ہے۔ نیز آخر میں اس حدیث کا نمبر بھی درج کر دیا ہے جو حوالے کے متلاشی کو کسی مخصوص مطبع اور جلد کی قید سے آزاد کر کے اسے سہل الوصول بنا دیتا ہے۔ ولناس فی مایعشقون مذاہب۔

مقدمہ :Introduction یوں تو سیرت نگاروں نے اپنے اپنے ذوق کے پیشِ نظر آنحضرت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ پر مختلف و متنوع پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے۔ انھیں مختلف و متنوع پہلوؤں میں ایک ایسا جامع پہلو بھی ہے جو دیگر تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے اور انھیں اپنے اندر سمو لینے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ آنحضرت ﷺ کی معلمانہ حیثیت ہے۔ جس نبی امی (ﷺ) کی تعلیم (وحی) ہی کی ابتدا "اقرأ" سے کی جا رہی ہو اس کی زندگی میں تعلیم و تعلم کو کیا حیثیت حاصل ہو گی اس کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں۔

علم کی فضیلت : یہی وجہ ہے کہ خود آنحضرت ﷺ ایسی مجلسوں کو دیگر دینی مجلسوں پر فوقیت عطا فرماتے ہیں جہاں علم کا مذاکرہ ہو رہا ہو۔ چناں چہ ابن عمر روایت کرتے ہیں:

خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم من بعض حجره، فدخل المسجد، فإذا هو بحلقتين إحداهما يقرءون القرآن ويدعون الله، والاخرى يتعلمون ويعلمون، فقال النبي صلى الله عليه وسلم:" كل على خير هؤلاء يقرءون القرآن ويدعون الله، فإن شاء اعطاهم، وإن شاء منعهم، وهؤلاء يتعلمون،

وإنما بعثت معلما فجلس معهم [1].

عبد اللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک دن اپنے کسی کمرے سے نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے، آپ نے اس میں دو حلقے دیکھے، ایک تلاوت قرآن اور ذکر و دعا میں مشغول تھا، اور دوسرا تعلیم و تعلم میں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "دونوں حلقے نیکی کے کام میں ہیں، یہ لوگ قرآن پڑھ رہے ہیں، اور اللہ سے دعا کر رہے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں دے اور چاہے تو نہ دے، اور یہ لوگ علم سیکھنے اور سکھانے میں مشغول ہیں، اور میں تو صرف معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، پھر انہیں کے ساتھ بیٹھ گئے۔

معلم کی فضیلت: اسی طرح آنحضرت ﷺ معلم کو صفتِ خیریت کے ساتھ متصف فرما کر تمام مخلوقات کی دعاؤں کا محور بتلارہے ہیں۔ چناں ابو امامہ ؓ روایت کررہے ہیں:

وعن أبي أمامةؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم" ثم قال رسول الله ﷺ: "إن الله وملائكته وأهل السماوات والأرض حتى النملة في جحرها وحتى الحوت ليصلون على معلمي الناس الخير" [2].

ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ، اُس کے فرشتے، آسمان و زمین کی تمام مخلوق یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی پانی میں، لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے والے کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔

تعلیم کی فضیلت: تعلیم کا مطلب ہے اپنے پاس موجود علم کے نور سے دوسرے کو منور کرنا، اس کا ذکر بھی آنحضرت ﷺ نے لفظِ خیر کے ساتھ فرما کر اس عمل کے عالی مرتبت ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے چناں چہ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ[3] میں اسی خاص عمل یعنی تعلیم و تعلم کا ذکر ہے۔ تعلیم دینے کے لیے معلم کی ضرورت ہوتی اور تعلم کے واسطے متعلم کی اور اس تعلیمی عمل کو بامقصد بنانے کے لیے نصاب کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔

عَمَلی نمونہ: کسی بھی نصاب سے اس وقت تک صحیح معنوں میں فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا جب تک متعلم کو اپنے معلم کے ساتھ ایک گنا انسیت بلکہ اس سے بڑھ کر عقیدت کا تعلق نہ ہو۔ کیونکہ نصاب ایک بے جان تحریری نمونہ ہوتا ہے جبکہ معلم اس تحریر کا چلتا پھرتا عملی نمونہ (Role Model) ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر معلم تربیت یافتہ نہ ہو اور اس کے قول و عمل میں یکسانیت نہ ہو تو اس کے نتیجے میں متعلم عملی کردار سازی سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور یوں مذکورہ بالا عمل بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس کے لیے جس معلم کو قیامت تک آنے والے انسان کی رہنمائی کے لیے چنا تو اسے بھی پہلے پہل چالیس سال تک اسی قوم کے درمیان رکھ کر خود تربیت فرمائی، تاکہ وہ لوگ ان کے حسنِ اخلاق و کردار اور اندرونِ خانہ و بیرونِ خانہ معمولاتِ زندگی سے بخوبی واقف ہو جائیں۔

مثالی نمونہ: Idael Output چناں چہ ہوا بھی یہی کہ تھوڑے ہی عرصے میں اس معلم کی قیادت و سیادت، شرافت و نجابت اور حسنِ انتظام کی صلاحیت سب کے سامنے روزِ روشن کی طرح آشکارہ ہوگئی اور اپنے و پرائے سبھی اس معلم کی صداقت وامانت کے گن گانے لگے۔ جس کے نتیجے میں متعلمین کی ایسی قابلِ فخر جماعت وجود میں آئی، جنھوں نے اپنے معلم کی زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کو بلا چون وچرا ناصرف قبول کیا بلکہ حرزِ جاں بنا کر دوسروں تک اس امانت کو مِن وعَن منتقل (Deliver) بھی کیا۔

معلم، متعلم اور نصابِ تعلیم (Teacher / Students / Curriculum) چناں چہ تعلیمی سرگرمیوں سے متعلق افراد اس بات کو بخوبی جانتے اور سمجھتے ہیں کہ کسی بھی ادارے میں تعلیمی عمل کو آگے بڑھانے میں "معلم" کلیدی کردار ادا کرتا ہے تو "نصاب تعلیم" اس تعلیم کی سمت متعین کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ لیکن آپ ایسی درس گاہ کو اس وقت تک مکمل نہیں کہہ سکتے جب تک ان دونوں عناصر سے استفادہ کرنے والا ایک تیسرا عنصر موجود نہ ہو جسے اصطلاح میں "متعلم" (Student) کہا جاتا ہے۔ چناں چہ اس کے تکمیلی طریقہ کار کو معلم اول ﷺ ہی کی زبانی ملاحظہ کیجیے:

معلم و متعلم، اللہ تعالیٰ کا انتخاب (Selection) ہیں: چناں چہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: ان الله اختارنی و اختارلی اصحابی [4]۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا ہے اور میرے لیے (تمام مخلوقات میں سے) میرے صحابہ کا انتخاب فرمایا ہے۔ اس کی مزید وضاحت رسول معلم ﷺ کے تلمیذِ رشید جناب ابن عباسؓ ان الفاظ میں بیان فرمارہے ہیں کہ:

إن اللّهَ تعالى نظرَ في قلوبِ العباد، فوجدَ قلبَ محمدٍ ﷺ خيرَ قلوبِ العباد، فاصطفاهُ لنفسِه، وابتعثَه برسالتِه، ثم نظرَ في قلوبِ العباد بعد قلب محمدٍ صلى الله عليه وسلم -، فوجدَ قلوبَ أصحابِه خيرَ قلوب العباد، فجعلَهم وُزراءَ نبيّه، يُقاتِلون على دينِه [5]۔

اس بات میں کسی قسم کی شک وشبے کی گنجائش ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں دیکھا، تو محمد ﷺ کا دل سب سے بہتر پایا، اسی لئے انہیں اپنے لئے چُن لیا، اور اپنا پیغام دے کر بھیجا، پھر محمد ﷺ کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا تو ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کو سب سے بہترین پایا اس لئے انہیں اپنے نبی کے وزراء بنادیا، جو اس کے دین کی خاطر قتال کرتے تھے۔

متعلمین اولینؓ: حضرات صحابہ کرامؓ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے براہ راست آنحضرت ﷺ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا ہے۔ جن کی تربیت خود آنحضرت ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کی روشنی میں ہوئی ہے۔ چناں چہ آنحضرت ﷺ نے تیئیس سال تک ان کی تعلیم و تربیت فرمائی اور اس ذمہ داری کو بدرجہ اتم اور بطریقِ احسن پائے تکمیل تک پہنچایا۔

اعطائے شہادت بزبان رسالت (Certifications) یہ بات ہر ذی عقل و شعور خصوصاً شعبہ تعلیم سے وابستہ جانتا ہے کہ کسی بھی طالب علم سے متعلق سب سے زیادہ قوی، صحیح اور مستند شہادت اس کے استاذ ہی کی ہوسکتی ہے جس کے سامنے اس طالب علم نے اپنے شب

وروز گزارے ہوتے ہیں، اور جب بات آنحضرت ﷺ جیسے معلم اور صحابہ ؓ جیسے تلامذہ کی ہو تو وہاں نگران خود حق تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے جہاں غلطی کی کوئی گنجائش ہے اور نا ہی بھول چوک کا عذرِ بشری، جس کے یہاں دن ورات یکساں ہیں اور خلوت و جلوت عیاں۔ چناں چہ معلمِ اول ﷺ نے اپنے متعلمینِ اولین ؓ کو مختلف امتحانات سے گزار کر جن شہادتوں (Certificates) سے نوازا وہ آج بھی کتبِ حدیث میں مناقب و فضائل صحابہ کے عنوان سے محفوظ ہیں ویسے تو حضرات صحابہ کرامؓ ؓ کے مناقب سے متعلق سینکڑوں احادیث، کتبِ حدیث میں مذکور ہیں لیکن ہم نے بطور نمونہ مشتے از خروارے چالیس احادیث کا انتخاب کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

1　لفظ "صحابی" کا مصداق آنحضرت ﷺ کی زبانی

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی الله عنه أَنّ النّبِيّ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ : اَللّٰهُمّ اغْفِرْ لِلصّحَابَةِ وَلِمَنْ رَأٰی مَنْ رَآنِي قَالَ : قُلْتُ : وَمَا قَوْلُهُ : وَلِمَنْ رَأٰی قَالَ : مَنْ رَأٰی مَنْ رَآهُمْ. (6)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے میرے اللہ! میرے صحابہ کو بخش دے اور اسے بھی بخش دے جس نے ان کو دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا. راوی کہتے ہیں میں نے کہا: آنحضرت ﷺ کے اس فرمان "وَلِمَنْ رَأٰی "(اور جس نے دیکھا) سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان لوگوں کو دیکھا جنہوں نے انہیں (یعنی صحابہ کو) دیکھا۔

مختصر جائزہ: معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ صحابی اسے فرما رہے ہیں جس نے (ایمان کی قید اظہر من الشمس) محض آپ کی زیارت کی یعنی رؤیت محضہ شرفِ صحابیت کے حصول کے لیے کافی معیار قرار دی جارہی ہے نہ روایت کرنے کی قید ہے نہ صحبت کے قلیل و کثیر ہونے کی حاجت یہی اجماع امت ہے۔ اور جہاں تک ان بنیادوں پر صحابہ کے آپس کے درجات کی زیادتی اور کمی کا مدار ہے اس کے تو اہل سنت و جماعت روز اول سے قائل رہے ہیں کہ جو درجہ حضرت ابو بکرؓ کا ہے وہ خلفائے ثلاثہ میں سے کسی کا نہیں ہو سکتا اسی طرح جس مقام و مرتبے پر حضرات خلفائے راشدینؓ من جانب اللہ تعالیٰ فائز ہیں اس پر دیگر صحابہ کرامؓ نہیں ہو سکتے۔

-2　حضرات صحابہ کرامؓ صفتِ امانت، شہادت اور ایفائے عہد میں اپنی مثال آپ ہیں

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنهما يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم: خَيْرُ أُمّتِي قَرْنِي، ثُمّ الّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. ثُمّ الّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، قَالَ عِمْرَانُ : فَلَا أَدْرِي : أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثاً. ثُمّ إِنّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ. مُتّفَقٌ عَلَيْهِ. (7)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میری بہترین امت میرے زمانہ کی ہے پھر ان کے زمانہ کے بعد کے لوگ اور پھر ان کے زمانہ کے بعد کے لوگ (حضرت عمران فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانہ کے بعد

دو زمانوں کا ذکر فرمایا یا تین زمانوں کا)۔(فرمایا:) پھر تمہارے بعد ایسی قوم آئے گی کہ وہ گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی. وہ خیانت کریں گے اور ان پر یقین نہیں کیا جائے گا۔ وہ نذریں مانیں گے مگر ان کو پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہو گا۔

مختصر جائزہ: مذکورہ بالا حدیث صحابہ کرامؓ صادق وامین ہونے کی شہادت پر مبنی ہے۔ بعد والوں میں کیوں ان صفات کا پایا جانا علم وحی کے ساتھ متصف نہیں ہے اسی لیے بعد والوں کو تو صحیح وغلط کے پیمانوں میں تولہ جائے گا اور کھرے کو کھوٹے سے ممتاز کیا جائے گا لیکن یہ فارمولہ حضرات صحابہ کرامؓ کے لیے نہیں قائم کیا جاسکتا کہ ان کے خیر القرون ہونے کی گواہی وحی کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے جب تربیت کرنے والے نے ہی توثیق کر دی تو اب تعدیل وعدم تعدیل کی بحث کا کوئی سوال رہ جاتا ہے اور نا ہی کسی کو اس کی اجازت۔ چاں چہ محدثین عظام نے قاعدہ طے فرمادیا کہ الصحابۃ کلھم عدول تمام صحابہ بتامہ وبکمالہ صفتِ عدل کے سب سے اعلیٰ معیار پر ہیں۔

3 حضور ﷺ کا صحابہ کرامؓ کو صفت خیریت کے ساتھ متصف کرنا

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی الله عنه قَالَ : سُئِلَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وآله وسلم أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ : قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (8)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا: (یارسول اللہ!) کون سے لوگ بہتر ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے زمانے کے لوگ، پھر جو ان کے بعد ہیں، پھر جو ان کے بعد ہیں. پھر تو ایسی قوم آئے گی کہ ان کی گواہی قسم کے آگے اور ان کی قسم گواہی کے آگے آگے بھاگی پھرے گی۔

مختصر جائزہ: لفظ "خیر" کا استعمال قرآن کریم میں امت محمدیہ کے ساتھ ہوا ہے جس کا اولین مصداق صحابہ کرامؓ ہیں رضی اللہ عنہم۔ اسی طرح دیگر احادیث میں بھی مثلاً تعلیم القرآن میں مشغول رہنے والے کے لیے یا اپنے اہل عیال کے حسن سلوک کرنے والوں کے لیے یا دوسروں کے ساتھ بھلائی کا موالمہ کرنے والوں کے لیے یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔ غرض یہ لفظ اپنے اندر کثیر خصوصیات کو سمیٹے ہوئے، اسی وجہ سے فرمان ہے جسے اللہ تعالیٰ تفقہ فی الدین عطا کرتے ہیں اس کے پیچھے بھی اسی صفت خیر کا بطور خاص ذکر ہے۔

4- حضرات صحابہ کرامؓ کا وجود میدانِ جہاد میں کامیابی کی ضمانت ہے

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم : يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ : هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ : هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ

زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَاسِ فَيُقَالُ : هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ. (9)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب لوگوں کی ایک بڑی جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو آنحضرت ﷺ کی صحبت میں رہا ہو؟ تو وہ لوگ کہیں گے: ہاں! تو انہیں (ان صحابہ کی برکت سے) فتح دے دی جائے گی. پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب لوگوں کی ایک بڑی جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جس نے آنحضرت ﷺ کے اصحاب کی صحبت پائی ہو؟ تو وہ کہیں گے: ہاں! تو پھر انہیں (ان تابعین کی برکت سے) فتح دے دی جائے گی. پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک کثیر جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جس نے آنحضرت ﷺ کے اصحاب کی صحبت پانے والوں (یعنی تابعین) کی صحبت پائی ہو؟ تو وہ کہیں گے: ہاں! تو انہیں (ان تبع تابعین کی برکت سے) فتح دے دی جائے گی۔

مختصر جائزہ: احادیث و سیرت کی کتابوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا کہ صحابہ کرامؓ رضی اللہ عنہم من حیث الجماعہ آنحضرت ﷺ کی صفات بابرکات کا پرتو تھے۔ کسی صحابی میں نبی کی ایک صفت نظر آتی تھی تو کسی صحابی کی شخصیت نبی کی کسی دوسری صفت کا مظہر تھی۔ دشمنوں کے خلاف فتح کا جو وعدہ آنحضرت ﷺ کے لیے تھا یہ نبی ہی کی صفت تھی یہاں وہی وعدہ بزبان نبوی تمام ہی صحابہ کے لیے میدان جہاد میں خصوصیت کے ساتھ بطور صفت بیان ہو رہا ہے۔

5　حضرات صحابہ کرامؓ کے اخلاص کی گواہی بزبان نبوی

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضى الله عنه قَالَ : قَالَ النَبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم : لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي. فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيْفَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ. (10)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا مت کہو، پس اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تب بھی وہ ان میں سے کسی ایک کے سیر بھر یا اس سے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

مختصر جائزہ: اس حدیث سے معلوم کہ ساری امت کے اولیاء، قطب، ابدال مل کر بھی کسی ایک صحابی کے اخلاص کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس امت کے خیر التابعین اور افضل التابعین جن کے بارے میں خود آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی اور وصیت احادیث میں مروی ہے یعنی جناب اویس قرنیؒ اور اسی طرح جناب عمر بن عبد العزیزؒ جنھیں عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے ایک ایسے صحابی جنھوں نے آنحضرت ﷺ کو محض ایک بار ایمان و اسلام کی حالت میں دیکھا (اور اسی حال میں ان کی وفات ہوئی) کے برابر مرتبہ نہیں پا سکتے کہ کیوں کہ ان کے پاس وہ آنکھیں نہیں ہیں جو نورِ رسالت سے منور ہوئی ہوں۔

6　حضرات صحابہؓ خود بھی ناجی ہیں اور جس نے انھیں دیکھا وہ بھی ناجی ہے

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ : لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي. (11)

ترجمہ: حضرت جابرؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس مسلمان کو جہنم کی آگ ہر گز نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے (یعنی میرے صحابی) کو دیکھا۔

مختصر جائزہ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت صحابہؓ بھی ناجی ہے اور وہ بھی ناجی ہیں کہ جنھوں نے حالت ایمان و اسلام میں ان کی زیارت کی اس سے مراد تابعین کی جماعت ہے۔ دیگر احادیث میں بھی اس طرح کا مضمون واضح انداز میں موجود ہے۔

7　حضرات صحابہ کرامؓ فتنوں سے بچاؤ کے لیے بحیثیت ڈھال ہیں

عَنْ أَبِي مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : اَلنُّجُوْمُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبْتُ أَنَا أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوْعَدُوْنَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوْعَدُوْنَ. (12)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تارے آسمان کے لیے بچاؤ ہیں اور جب تارے ختم ہو جائیں گے تو جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ (قیامت) آسمان پر آجائے گی اور میں اپنے صحابہ کے لیے ڈھال ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر بھی وہ وقت آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے اور میرے صحابہ میری امت کے لیے بچاؤ ہیں اور جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آئے گا جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

مختصر جائزہ: اس حدیث میں آنحضرت ﷺ اپنی ذات کو صحابہ کے لیے اور اپنے صحابہ کو پوری امت کے لیے باعثِ امن قرار دے رہے ہیں، اور صحابہ کرامؓ کے بعد اس امت کے لیے فتنوں سے بچاؤ کا واحد ذریعہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی اتباع میں ہی ہے۔

-8　حضرات صحابہ کرامؓ بروز محشر امت کے مختلف گروہوں کی قیادت کریں گے

عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي يَمُوْتُ بِأَرْضٍ إِلَّا بُعِثَ قَاءِدًا وَنُوْرًا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (13)

ترجمہ: حضرت بریدہ ؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ میں سے جو صحابی کسی زمین پر فوت ہو گا تو قیامت کے دن اس خطے کے لوگوں کے لیے قائد اور نور بن کر اٹھے گا۔

مختصر جائزہ: اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ کہ روز محشر صحابہؓ کی قیادت میں وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں ان کو اپنا قائد اور رہنما تسلیم کرتے ہوں گے، اور قائد ورہنما جسے مانا جاتا ہے اس کی اتباع بھی لازمی کی جاتی ہے۔ اب جو لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتباع کو حیثیت نہیں دیتے وہ دیکھ لیں کہ قیامت کے روز وہ کن کے ساتھ ہونا پسند کرتے ہیں؟ ان قدسی الصفات کے ساتھ ہونے کو یا فرعون و نمرود اور ہامان و شداد کو اپنے قائد کے طور پر پسند کریں گے۔

9 **ایذائے صحابہ بواسطہ ایذائے نبی، ایذائے خداوندی کا باعث ہے**

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم : اَللّٰه اَللّٰه فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ، وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوْشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.[14]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور میرے بعد ان کو اپنی تنقید کا نشانہ مت بنانا کیوں کہ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی (تو گویا) اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی عنقریب (اللہ تعالیٰ) اس کی گرفت فرمائے گا۔

مختصر جائزہ: مذکورہ بالا حدیث میں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ وفا کا معاملہ فرمارہے ہیں اس کی مثال رہتی دنیا نہیں مل سکتی کہ اپنی خوشی اور غم کو اپنے ساتھیوں کی خوشی اور غم کے ساتھ لازم وملزوم قرار دیا ہے۔ نیز ان قدسی الصفات کو تکلیف دینا عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے ترادف ہے۔

10 **سبِ صحابہ کرامؓ کرنے والے پر نبی نے لعنت بھیجنے کا حکم فرمایا**

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم : إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِي، فَقُوْلُوْا : لَعْنَةُ اللهِ عَلٰى شَرِّكُمْ. وفي رواية : فَالْعَنُوْهُمْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ.[15]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرامؓ کو برا بھلا کہتے ہیں تو تم کہو: تم پر اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر کی وجہ سے۔ ایک روایت میں ہے: انہیں لعنت (وملامت) کرو۔

مختصر جائزہ: لعنت کا مطلب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور سبّ کا اطلاق صرف گالی گلوچ پر نہیں ہوتا بل کہ صحابہ کرامؓ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ادنی سی بدگمانی کا دل میں آنا رحمت خداوندی سے دوری کا باعث اور ایمان کے لیے سمّ قاتل ہے۔

-11 **سابِّ صحابہ کرامؓ سے عیادت، تعزیت، سلام، جنازہ، مناکحت کی ممانعت، اور وہ محروم الوراثۃ ہے**

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم : لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي، فَإِنَّهُ يَجِيءُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِي، فَإِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ، وَإِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ، وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ، وَلَا تُوَارِثُوْهُمْ، وَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ، وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ. (16)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی مت دو یقینا آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم آئے گی جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے گی. سو (یہ لوگ) اگر بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کی نمازِ جنازہ میں شریک مت ہونا، اور ان سے نکاح (وغیرہ کے معاملات) مت کرو، اور انہیں وارث مت بنانا، اور انہیں سلام مت کرنا، اور ان کے لیے دعا (مغفرت) بھی مت کرنا۔

مختصر جائزہ: مذکورہ بالا حدیث اپنے مضمون میں انتہائی واضح اور اپنے مطلب میں انتہائی حساس ہے۔ بیمار آدمی کے سب سے بڑا انس اس کی خیریت معلوم کرنا ہوتا ہے، اسی طرح مسلمان کی موت کے بعد اس کے لیے دعا کرنا اس حق بتلایا گیا ہے، مزید یہ کہ کسی کے مرنے کے بعد اس کے پسماندگان کے لیے دنیا میں رہنے کا ایک سہارا اس کی چھوڑی ہوئی وراثت ہوتی ہے، نیز نسبی رشتداروں کے ساتھ ساتھ صہری رشتوں کو قرآن کریم نے نعمتوں میں شمار کیا ہے گویا آنحضرت ﷺ صحابہ کرامؓ کے بارے میں بدگمانی کرنے والوں، زبان درازی کرنے والوں، طعن و تشنیع کرنے والوں سے مکمل معاشرتی بائیکاٹ کا اعلان فرمارہے ہیں۔ یہ حدیث دشمنوں پر تازیانے کی حیثیت رکھتی ہے۔

12 حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں سکوت دراصل آنحضرت ﷺ کے ادب کی رعایت کرنا ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی الله عنه قَالَ : خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی الله عنه بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ : إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَامَ فِيْنَا مِثْلَ مُقَامِي فِيْكُمْ، فَقَالَ : احْفَظُوْنِي فِي أَصْحَابِي **وفي رواية** : **اَلَا أَحْسِنُوْا إِلٰى أَصْحَابِي** ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ، حَتّٰى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَمَا يُسْتَشْهَدُ وَيَحْلِفُ وَمَا يُسْتَحْلَفُ. (17)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے جابیہ کے مقام پر ہم سے خطاب کیا اور فرمایا: آنحضرت ﷺ ہمارے درمیان اسی طرح کھڑے تھے جیسے میں تمہارے درمیان کھڑا ہوں اور فرمایا: میرے صحابہ کا خیال رکھنا اور پھر جو ان کے بعد لوگ (تابعین) ہوں گے. ان کا اور پھر جو ان کے بعد (تبع تابعین) ہوں گے. پھر جھوٹ عام ہو جائے گا حتی کہ ایک شخص خود سے ہی گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی اور وہ قسم کھائے گا حالانکہ اس سے قسم نہیں لی جائے گی. اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا : خبردار! میرے صحابہ سے اچھا سلوک کرنا اور پھر ان سے جو ان (صحابہ) کے بعد آئیں گے۔

مختصر جائزہ: حضرات صحابہ کرامؓ اپنے بشری تقاضوں کے ساتھ تصف تھے وہ انبیاء کی طرح معصوم ہرگز نہ تھے ہاں اللہ تعالیٰ نے انھیں محفوظ رکھا تھا لیکن جب کبھی ان سے بتقاضائے بشری کوئی غلطی سرزد ہو جاتی وہ فورا رجوع الی اللہ کا اہتمام فرماتے تھے اس کی کئی مثالیں

احادیث کی کتب میں موجود ہیں۔ چناں چہ ان حضرات کی لغزشوں کے بارے میں تبصرہ تو دور کی بات اس بارے میں مکمل سکوت کا حکم ہے کہ اسی میں ہمارے ایمان کی سلامتی اور اخروی نجات مضمر ہے۔

13 صحابہ کرامؓ متاع عظیم ہیں ان کی قدرو منزلت کا بیان

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُلْتَمَسَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي كَمَا تُلْتَمَسُ أَوْتُبْتَغَى الضَّالّةُ، فَـلَا يُوْجَدُ.[18]

ترجمہ: حضرت علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک میرے صحابہ میں سے کسی آدمی کو اس طرح ڈھونڈا جائے گا جس طرح گمشدہ چیز کو تلاش کیا جاتا ہے لیکن وہ نہیں ملتی۔

مختصر جائزہ: گویا ان قدسی الصفات کی موجودگی میں قیامت جیسی ہولناکی سے امت اپنے کو محفوظ خیال کرے گی، اور انھیں اس طرح تلاش کرے گی جیسے کوئی اپنی گمشدہ چیز تلاش کرتا ہے اور ملنے پر انتہائی خوشی اور نہ ملنے پر انتہائی غم محسوس کرتا ہے۔

14 صحابہ کرامؓ، نجوم اور تقدیر کے معاملے میں سکوت کا حکم ہے

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم: إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوْا، وَإِذَا ذُكِرَتِ النُّجُوْمُ فَأَمْسِكُوْا، وَإِذَا ذُكِرَ الْقَدَرُ فَأَمْسِكُوْا.[19]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو خاموش ہو جاؤ، اور جب ستاروں کا ذکر کیا جائے تو خاموش ہو جاؤ، اور جب تقدیر کا ذکر کیا جائے تو بھی خاموش ہو جاؤ۔

مختصر جائزہ: دنیا میں ایسی قومیں بستی رہی ہیں جو ستاروں کے چکر میں پڑ کر گمراہ ہوئیں، اور تقدیر پر بحث کر کے اپنی عاقبت خراب کر بیٹھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان قاتل ایمان ویقین چیزوں کے ساتھ اپنے صحابہ کا بھی ذکر فرما دیا کہ یہ وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں کہ ان کے بارے میں بھی خاموشی اختیار کرنا ہی باعث نجات ہے۔ صحابہ کرامؓ کے درمیان ہونے والے معاملات کے بارے میں تبصرے کرنا باعث ہلاکت ہے اور سکوت باعث نجات۔

15- جو دنیا میں صحابہ کرامؓ کا دفاع کرے گا آنحضرت روز محشر اسے فراموش نہیں فرمائیں گے

وفي رواية : عَنْ عَطَاءٍ يَعْنِي بْنَ أَبِي رِبَاحٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم : مَنْ حَفِظَنِي فِي أَصْحَابِي كُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَافِظًا وَمَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ.[20]

ترجمہ: ایک روایت میں (تابعی) حضرت عطا بن ابی رباح سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے صحابہ کے معاملے میں مجھے یاد رکھا (یعنی میرا لحاظ کیا) تو قیامت کے دن میں اسے یاد رکھوں گا اور جس نے میرے صحابہ کو گالی دی تو اس پر خدا کی لعنت ہو۔

مختصر جائزہ: یہ حدیث دفاع صحابہ کے موضوع پر واضح ہے۔ اول تو خود ان قدسی الصفات کی شان میں ادنی بے ادبی سے بچنا لازم ہے۔ لیکن جو لوگ جری ہو کر صحابہ کرامؓ کے خلاف دشنام طرازی کرتے ہیں ان کے خلاف علمی، عملی، قانونی جدوجہد کرنا بھی ضروری ہے۔ یہی آنحضرت ﷺ سے وفا اور مروت کا تقاضہ بھی ہے۔

16　حضرات صحابہ کرامؓ ہی میں سے نبی کے وزراء، معین ومددگا اور سسرالی ہوئے ہیں

عَنْ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ رضى الله عنه أَنّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ : إِنّ الله اخْتَارَنِي وَاخْتَارَ بِي أَصْحَابًا فَجَعَلَ لِي مِنْهُمْ وُزَرَاءَ وَأَنْصَارًا وَأَصْهَارًا، فَمَنْ سَبّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَاءِكَةِ وَالنّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ. (21)

ترجمہ: حضرت عویم بن ساعدہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے (اپنا پسندیدہ رسول) چنا اور میرے لیے میرے صحابہ کو چنا، سو اس نے میرے لیے ان میں سے وزراء، سسرالی رشتے (داماد اور سسر) اور انصار (یعنی مددگار) بنائے. سو جس نے انہیں گالی دی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کے کسی فرض و نفل کو قبول نہیں کرے گا۔

مختصر جائزہ: دنیا کا معاملہ دوست کا دوست، ہوا کرتا ہے، اور اگر دوست کی کسی کے ساتھ دشمنی ہو تو دوسرا دوست بھی ایسے شخص کو اپنا دشمن ہی تصور کرتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کے ایسے دوست ہوئے ہیں جو ہر مشکل موقع پر آپ کے ساتھ رہے ہیں دشمن کے سامنے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی قربانی پیش کی ہے۔ جس کے نتیجے میں انھیں اتنا قرب حاصل ہوا کہ دنیا میں وہ آپ کے صہری رشتے دار قرار پائے اور عقبی میں یہ قدسی الصفات اپنے محبوب کی جھرمٹ میں ہی ہوں گے۔

17　صحابی کا ایک عمل غیر صحابی کی ساری زندگی کے اعمال سے بدرجہا مقبول ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما كَانَ يَقُوْلُ : لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابَ مُحَمّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم فَلَمَقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ۔(22)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے: آنحضرت ﷺ کے صحابہ کو برا بھلا مت کہو، پس ان کے عمل کا ایک لمحہ تم میں سے کسی کے زندگی بھر کے اعمال سے بہتر ہے۔

مختصر جائزہ: جس طرح منصب نبوت کا بندے کی ریاضت ومجاہدات سے کوئی تعلق نہیں ہو تا بل کہ یہ محض عطیۂ خداوندی ہے اور وہبی منصب ہے، اسی لیے عرفاء کا کہنا ہے کہ اولیائے امت کے ساری عمر کے اعمال نبی کی ایک سانس کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے بارے ایسی ہی شہادت بیان فرمارہے ہیں کہ ان کا نیکی میں گزارا ہوا ایک لمحہ امت کی ساری عمر کے نیک اعمال سے بدرجہاء بڑھا ہوا ہے۔

18 جسے صحابہ کرامؓ اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے وبالعکس

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی الله عنه قَالَ : إِنّ اللهَ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمّ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم ، فَوَجَدَ قُلُوْبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيّهِ، يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى دِيْنِهِ، فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا، فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ، وَمَا رَأَوْا سَيّئًا، فَهُوَ عِنْدَ اللهِ سَيّئٌ.[23]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں کی طرف نظر کی تو قلب محمد ﷺ تمام لوگوں کے دلوں سے بہتر قلب پایا تو اسے اپنے لیے چن لیا (اور خاص کر لیا) اور انہیں اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا. پھر آنحضرت ﷺ کے دل کو (صرف اپنے لیے) منتخب کرنے کے بعد دوبارہ قلوبِ انسانی کو دیکھا تو آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے دلوں کو سب بندوں کے دلوں سے بہتر پایا انہیں اپنے آنحضرت ﷺ کا وزیر بنا دیا وہ ان کے دین کے لیے جہاد کرتے ہیں (اور ایک روایت میں ہے: انہیں آپ ﷺ کے دین کا مددگار بنا دیا) سو جس شے کو مسلمان اچھا جانیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک (بھی) اچھی اور جسے وہ بُرا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بُری ہے۔

مختصر جائزہ: اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صحابہ جس چیز کو بھی اچھا سمجھیں پس اللہ تعالیٰ کے لیے بھی ضروری ہے کہ اسے اچھا سمجھے (نعوذ باللہ)۔ بل یہ حدیث دراصل حضرات صحابہؓ کی سلامت طبائع اور اجابت رائے کی طرف مشیر ہے۔ یعنی یہ ہو نہیں سکتا کہ صحابہ کے قلوب پر کسی ایسی بدعت کا گزر ہو اور وہ اسے اچھا سمجھیں جو اللہ اور اس کے رسول کی منشاء کے خلاف ہو، بل کہ انھیں من جانب اللہ ایسے قلوب عطا ہوئے ہیں جن پر ہر آن وہر لمحہ وہی طاہر ہوتا ہے جو دراصل باعث خوشنودیٔ خداوندی ہوتا ہے۔

-19 حضرات صحابہ کرامؓ دنیا میں رہتے ہوئے دین سے قطعاً غافل ہوتے

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ : سُئِل ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما : هَلْ كَانَ أَصْحَابُ النّبِيّ صلى الله عليه وآله وسلم يَضْحَكُوْنَ؟ قَالَ : نَعَمْ، وَالإِيْمَانُ فِي قُلُوْبِهِمْ أَعْظَمُ مِنَ الْجِبَالِ. رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ وَابْنُ رَاشِدٍ.[24]

ترجمہ: حضرت قتادہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ سے پوچھا گیا: کیا صحابہ کرامؓ ہنستے بھی تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں! اور ایمان ان کے دلوں میں پہاڑوں سے بھی بڑا تھا۔

مختصر جائزہ: حضرات صحابہ کرامؓ آخرت کی فکر میں اس قدر مستغرق رہتے تھے کہ انھیں برابر یہ خدشہ رہتا تھا کہ کل آخرت میں ہمارے ساتھ نجانے کیا معاملہ ہو!! وہ آج کل کے دنیاداروں کی مانند نہ تھے جو اپنی آخرت سے غافل مادہ پرستی میں صبح وشام مستغرق رہتے ہیں۔ اسی لیے حضرت ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا کہ کہ کیا وہ حضرات بھی اس دنیا کو اسی طرح برتتے تھے؟ تو جواب ملتا ہے کہ ہاں وہ ہنستے ضرور تھے مگر ان کی خوشی کا محور آخرت ہوتا تھا نا کہ دنیائے محض۔

20 عامۃ الصحابہؓ کو بھی خلفائے راشدین کی اطاعت کا حکم تھا

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی الله عنه قَالَ : وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، فَقَالَ رَجُلٌ : إِنّ هذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ : أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسّمْعِ وَالطَاعَةِ وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، فَإِنّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا، وَإِيَاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنّهَا ضَلَالَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَالِكَ مِنْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِسُنّتِي وَسُنّةِ الْخُلَفَاءِ الرّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، عَضُوْا عَلَيْهَا بَالنّوَاجِذِ. [25]

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد ہمیں نہایت فصیح و بلیغ وعظ فرمایا، جس سے آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور دل کانپنے لگے. ایک شخص نے کہا: یہ تو الوداع ہونے والے شخص کے وعظ جیسا (خطاب) ہے۔ یارسول اللہ! آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں پرہیز گاری اور سننے اور اطاعت کی وصیت کرتا ہوں، خواہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو. اس لیے کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا۔ خبردار (شریعت کے خلاف) نئی باتوں سے بچنا کیوں کہ یہ گمراہی کا راستہ ہے لہٰذا تم میں سے جو یہ زمانہ پائے تو وہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کرلے، تم لوگ (میری سنت کو) دانتوں سے مضبوطی سے پکڑ لینا (یعنی اس پر سختی سے کاربند رہنا)۔

مختصر جائزہ: اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے تمام ہی صحابہ قابل راہ ہدایت کے شہ سوار ہیں لیکن اس کے باوصف وہ اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ صحابہ کے درمیان بھی فرق مراتب تھا اور یہ خود آنحضرت ﷺ کے فرمان کے بموجب ہے چناں چہ جو فضیلت قبل الفتح مسلمان ہونے والوں کو حاصل ہے وہ بعد الفتح والوں کو نہیں اسی طرح جو مقام اہل بدر کا ہے وہ دیگر کا نہیں اور جو مرتبہ عشرہ مبشرہ کا وہ اوروں کا نہیں اسی طرح جو علوِّ مرتبت حضرات خلفائے راشدین کو حاصل ہے وہ عامۃ الصحابہ کا ہر گز نہیں بل تمام ہی صحابہ کو ان کی اتباع کا حکم صریح ہے۔ یہ حدیث خاص خلفائے راشدین کی تمام صحابہ پر فضیلت پر دال ہے۔

21 انصار صحابہ کرامؓ سے حضور ﷺ کی محبت کا انداز

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنهما عَنِ النّبِيّ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ : لَوَلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَا مِنَ الْأَنْصَارِ. مُتّفَقٌ عَلَيْهِ. [26]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید اور حضرت ابو ہریرہ، آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر ہجرت (کی فضیلت) نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔

مختصر جائزہ: جس طرح یہ حدیث ہجرت جیسے عمل کی فضیلت کو لے کر مہاجرین صحابہ کی انصار صحابہ پر فضیلت کو دال ہے بالکل اسی طرح آنحضرت ﷺ کی انصار صحابہ سے شدت محبت کی وضاحت کرتی ہے کہ جب مسلمان اپنا گھر بار اور بعض حضرات اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ

کر اپنے آقا کی معیت میں مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو یہ انصار ہی تھے جنھوں نے اپنی جان، مال اور عزت و آبرو کی پرواہ کیے بغیر ان کی نصرت فرمائی اور آخرت کی عزت اور نعمتوں کو ترجیح دی۔

22- انصار و مہاجرین صحابہ کرامؓ کے لیے نبی کی اصلاح و مغفرت دعاء

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم : لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَةِ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ. (27)

وفي رواية : فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ. وفي رواية : فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ. وفي رواية : اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَة، فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ. مُتَفَقٌ عَلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے اللہ زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے، سو تو انصار، اور مہاجرین کی اصلاح فرما۔ ’’ایک روایت میں ہے: سو تو انصار، اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔ ’’ایک روایت میں ہے: سو تو انصار اور مہاجرین کو عزت عطا فرما۔ ’’ایک روایت میں ہے: اے اللہ، بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے، سو تو انصار اور مہاجرین کے معاملات دُرست فرما۔

مختصر جائزہ: دنیا میں جن کی اصلاح کی فکر نبی فرمائے اور آخرت کی مغفرت کی دعا سے نوازے تو کیا ان کی عدالت و ثقاہت میں کسی کو شک و شبہ بھی ہو سکتا ہے!! سوائے اس شخص کے، جس کا دل ہی مسخ ہو چکا ہو اور اس میں خیر و بھلائی کا شائبہ بھی باقی نہ رہا ہو۔

23 غزوۂ خندق کے موقع پر حضور ﷺ کا انصار و مہاجرین صحابہ کرامؓ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر رجزیہ دعائیہ اشعار پڑھنا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ : كَانُوْا يَرْتَجِزُوْنَ وَرَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم مَعَهُمْ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ : اللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَة فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ. (28)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ انصار و مہاجرین (خندق کھودتے وقت) رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے اور آنحضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ (رجزیہ اشعار پڑھنے میں شریک) تھے۔ اور آنحضرت ﷺ یہ فرما رہے تھے: اے اللہ، اصل بھلائی تو آخرت کی بھلائی ہے، سو تو انصار و مہاجرین کی مدد فرما۔

مختصر جائزہ: قرآن کریم کے تدریجا نازل ہونے کی ایک بنیادی وجہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنحضرت ﷺ کو "تسلی دیتے رہنا" بیان کی جاتی ہے۔ چناں چہ وحی متلو کے ذریعے نبی کو مسلسل رابطے میں رکھنا منظور تھا کہ آنحضرت ﷺ کے پیش نظر یہ رہے کہ میرا رب میرے معاملات کو خود دیکھ رہا اور وہ مجھے کسی طور ان دشمنوں کے درمیان اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ اب ذرا اس حدیث مبارکہ پر غور فرمائیں کہ کس طرح وحی غیر متلو کے ذریعے نبی اپنے صحابہ کے لیے خوف و خطر کے موقع پر تسلی کا سامان باہم مہیا فرما رہے ہیں اور بزبان قال و حال فرما رہے ہیں کہ تم اس مشکل گھڑی میں اکیلے نہیں ہو بل کہ آخری امت کا آخری نبی تمھاری مدد و نصرے کو تمھارے ساتھ کھڑا ہے فتح و

کامانی اول و آخر تمھاری ہی ہو گی۔ چناں چہ پھر دنیا نے دیکھا اسی غزوے میں دی گئی بشارت کی روشنی قیصر کسریٰ صحابہ کے زیر نگیں آ گئے جس کا تصور بھی منافقین کے محال ہوا جا رہا تھا۔

24　حضور ﷺ کی مہاجرین صحابہ کرامؓ کے لیے ہجرت کی قبولیت اور اس پر استقامت کی دعاء

عَنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقّاصٍ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم : اَللّٰهُمّ، أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ.(29)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت کو قبول فرما اور انہیں اُلٹے پاؤں نہ لوٹانا۔

مختصر جائزہ: مشہور مقولہ ہے الاستقامہ فوق الف کرامہ کہ استقامت ہزار کرامتوں سے افضل ترین ہے۔ آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے واسطے اسی استقامت کی دعا فرما رہے ہیں جس کا قرآن میں ذکر ہے کہ وہ جنھوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے اور پھر صرف کہنے کی حد تک نہیں رہے بل کہ اس پر ثابت قدمی کا بھی مظاہرہ کیا، ایسے ہی لگوں کے واسطے فرشتے نصرت کو اترتے ہیں اور انھیں کے لیے جنت عدن کی بشارتیں ہیں۔ گویا آنحضرت ﷺ جہاں اپنے صحابہ کے اعمال کی تربیت فرماتے وہیں ان کے استقامت کی دعا بھی فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے نبی کی وفات کے بعد یہی ہستیاں امت کے لیے ہدایت ورہنمائی کا واحد ذریعہ رہیں اور قیامت تک کے لیے نبی کی زندگی کو سمجھنے کے لیے امت ان قدسی الصفات کی محتاج رہے گی۔

25　حضور ﷺ کی کشتی والوں کے لیے دو گنے اجر و ثواب کی مشارت

عَنْ أَبِي مُوْسٰى رضی الله عنه قَالَ : بَلَغَنَا مَخْرَجُ النّبِيّ صلی الله علیه وآله وسلم وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا إِلَى النّجَاشِيّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی الله عنه فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا فَوَافَقْنَا النّبِيّ صلی الله علیه وآله وسلم حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَالَ النّبِيُّ صلی الله علیه وآله وسلم : لَكُمْ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ السّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ. مُتّفَقٌ عَلَيْهِ.(30)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں آنحضرت ﷺ کے ہجرت فرمانے کی خبر پہنچی تو اس وقت ہم یمن میں تھے، سو ہم ایک کشتی میں سوار ہوئے، اس کشتی نے ہمیں حبشہ میں نجاشی تک پہنچا دیا. وہاں ہم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سنگت اختیار کی اور ان کے ساتھ رہنے لگے. یہاں تک کہ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے. پھر جب آنحضرت ﷺ نے خیبر فتح کیا تو ہم آنحضرت ﷺ کی رفاقت میں تھے. تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے کشتی والو! تمہارے لیے دو ہجرتوں کا ثواب ہے۔

مختصر جائزہ: ابتدائے اسلام میں ہجرت ایک ایسا عمل رہا ہے کہ کوئی عمل اس کی ہمسری نہیں کر سکتا گویا یہ عمل اس وقت اخلاص کی خاص

علامت سمجھا جاتا تھا یہی وجہ ہے جب آنحضرت ﷺ صحابہ کرامؓ کے سامنے کسی عمل کی خاص فضیلت بیان فرماتے تو صحابہ کا پہلا سوال یہ ہوتا تھا کہ کیا یہ عمل ہجرت سے بھی بڑا ہے!!! اسلام میں بڑی ہجرت تو وہی کہلاتی ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے بنفس نفیس ہجرت فرمائی اور اس کا حکم بھی دیا لیکن اس ہجرت سے پہلے اپنے صحابہ کو کفار کی تکالیف سے بچانے کی غرض سے حبشہ کی جانب چلے جانے کا حکم دیا تھا۔ مندرجہ بالا حدیث میں انھیں مخصوص قدسی الصفات صحابہ کے لیے دوگنے اجر کی بشارت کا ذکر ہے جنھوں نے پہلے حبشہ اور پھر فتح خیبر کے موقع پر مدینہ ہجرت کی گو کہ یہ حضرات نبی کے ساتھ اہم غزوات میں شرکت نہ کر سکے لیکن نبی کی زبان حق ترجمان نے انھی دو گنا اجر کا وعدہ فرمایا۔

26　　انصار صحابہ کرامؓ سے محبت، ایمان کی علامت ہے اور بغض علامتِ نفاق ہے

عَنْ أَنَسٍ ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : آيَةُ الإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ.(31)

ترجمہ: حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: انصار سے محبت، ایمان کی علامت ہے اور انصار سے بُغض، نفاق کی علامت ہے۔

مختصر جائزہ: مندرجہ بالا حدیث میں خصوصیت کے ساتھ انصار صحابہ کو ایمان و نفاق کی علامت قرار دیا گیا۔ وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہی وہ حضرات تھے کہ جنھوں نے آنحضرت ﷺ کی اس کڑے وقت میں نصرت کی جب سارا عرب آپ کے خلاف تھا یہی وجہ ہے اس وقت کے عقل مند لوگوں نے بیعت عقبہ کے موقع پر سمجھانے اور اس کی نزاکت بتلانے کی کوشش کی تو انصار صحابہ نے کمال بے نیازی آنحضرت ﷺ پر اپنی جان نچھاور کرنے اپنے لیے سعادت گردانتے ہوئے اسے پوری خندہ پیشانی سے قبول فرمایا۔ ان ساری وجوہات کی بنا پر کفار کی جو جو نفرتیں اور مخالفتیں نبی کے لیے تھیں براہ راست انصار صحابہ کے اوپر بھی آن پڑیں۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں اللہ تعالیٰ سے محبت انصار کی محبت کے ساتھ مشروط قرار دی گئی ہے وبالعکس۔(32) ان سے بغض کو علامت کفر قرار دیا گیا ہے۔(33) آنحضرت ﷺ عادت شریفہ تھی جب انصار صحابہ کے اہل وعیال تشریف لے آتے تو ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے تھے(34)۔ انصار کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے نرمی اور درگزر کرنے کی وصیت فرمائی ہے۔(35) انصار سے محبت کو ایمانیات میں سے قرار دیا گیا ہے کہ انصار سے بغض یوم آخرت کا انکار ہے۔(36) انصار میں سے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ (جو سردار سمجھے اور مانے جاتے تھے) کی طرف سے اپنی وفاداری اور ساتھ نبھانے کو قرآن کریم ہی کی آیت مبارکہ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلاَ إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُوْنَ سے استشہاد کرنے پر آنحضرت ﷺ نے انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا تھا۔(37) انصار صحابہ فنا فی الرسول کے اعلی درجے پر فائز تھے، جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم (میرے بارے میں) یہ کیوں نہیں کہتے کہ: آپ ہمارے پاس حالتِ خوف میں تشریف لائے تو ہم نے آپ کو امان دی، اور آپ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب آپ کی قوم نے آپ کو ملک بدر کر دیا تو ہم نے آپ کو پناہ دی، اور آپ

ہمارے پاس شکستہ حالی میں تشریف لائے تو ہم نے آپ کی مدد و نصرت کی. انصار صحابہ نے عرض کیا:(یہ آپ پر ہمارا کوئی احسان نہیں) بلکہ (آپ کا ہمارے پاس تشریف لانا) تو اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر احسان ہے![38] چناں چہ انصار کی انھیں قربانیوں کی بدولت آنحضرت ﷺ نے ان کی تین نسلوں کے لیے دعائے مغفرت فرمائی ہے۔[39]

27 اہل بدر کے لیے غیر مشروط جنت کی بشارت

عَنْ عَلِيٍّ رضى الله عنه قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم لِأَهْلِ بَدْرٍ: فَلَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ إِلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ : اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ، أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.[40]

ترجمہ: حضرت علی ؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اصحابِ بدر کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف (رحمت کی) نظر ڈالی. پھر فرمایا: تم جو عمل کرنا چاہتے ہو کرو بیشک تمہارے لیے جنت لازم ہو گئی ہے یا فرمایا: میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

مختصر جائزہ: بات دراصل وقت وقت کی بات ہوتی ہے ان تین سو تیرہ صحابہ نے اس وقت نبی کا ساتھ دیا جب سارا عرب مخالفت پر اتر آیا تھا نبی کا ساتھ دینا اپنے اور اپنے خاندان کو ناختم ہونے والی تکالیف میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے اس عمل کی یوں قدر دانی کی کہ ان کے جنتی ہونے پر مہر ثبت کر دی۔ جو چاہیں عمل کریں سے مراد یہ ہے کہ اول تو ان سے کوئی عمل خلاف شریعت سرزد نہیں ہو گا کہ اب یہ اللہ کی حفاظت میں ہیں لیکن اگر حکمت و مصلحت ایزدی کے تحت کوئی عمل سرزد ہو بھی جائے تو وہ رجوع الی اللہ کی ایسی مثالیں پیش کر دیں گے کہ آنے والوں کے لیے امید کی کرن ثابت ہوں گے۔

28 شرکائے حدیبیہ زمین پر سب سے بہترین لوگ ہیں

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما قَالَ : قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَومَ الْحُدَيْبِيَةِ : أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ، وَكُنَّا أَلْفاً وَأَرْبَعَ مِاءَة، وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لَأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ.[41]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حدیبیہ کے دن ہمیں فرمایا: تم زمین پر بسنے والوں میں سب سے بہتر ہو اور ہم چودہ سو افراد تھے اور اگر آج میں دیکھ سکتا تو تمہیں (حدیبیہ کے) اس درخت کی جگہ دکھا دیتا۔

مختصر جائزہ: یہ وہ وقت تھا جب آنحضرت ﷺ کے چہیتے صحابی دوہرے داماد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر مسلمانوں تک پہنچی تھی۔ اس وقت آنحضرت ﷺ دیگر صحابہ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ جذبات کا عالم ملاحظہ فرمائیں کہ آنحضرت ﷺ نے ان کا بدلہ لینے کے لیے اس وقت موجود صحابہ کرامؓ رضی اللہ عنہم کی بیعت لینا شروع فرمائی چودہ سو صحابہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور یہ کوئی عام بیعت نہ تھی، صحابہ فخریہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ بیعت موت پر ہوئی تھی کہ ہم حضرت عثمان کا بدلہ لیں گے یا اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو صحابی کرام ؓ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قرآن کریم میں ان کا ذکر فرما کر اپنی رضا کا

پروانہ جاری فرمادیا کہ اللہ ان مؤمنین سے راضی ہو گیا جنھوں نے نبی کے ہاتھ پر درخت کے نیچے اپنی مبارک جانوں بیچ دیا۔

29　سبِ صحابہ کرامؓ لعنتِ خداوندی کا موجب

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ : إِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ ، وَإِنَّ أَصْحَابِي يَقِلُّوْنَ، فَلَا تَسُبُّوْهُمْ لَعَنَ اللهُ مَنْ سَبَّهُمْ. (42)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک لوگ کثیر تعداد میں ہیں اور میرے صحابہ قلیل ہیں. سو میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو ان کو برا بھلا کہے۔

مختصر جائزہ: یہ حدیث صحابہ پر دشنام طرازی کی حرمت پر واضح دلالت کر رہی ہے۔ صحابہ کرامؓ پر زبان درازی کرنے والا خود اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہے، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کوسوں دور ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ لعنت فرمادیں اس کے جہنمی ہونے پو مزید کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

30　اسمائے عشرۂ بشرہ برزبان نبوی

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رضى الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ : عَشَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ : أَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَالزُّبَيْرُ، وَطَلْحَةُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ : فَعَدَّ هٰؤُلَاءِ التِّسْعَةَ وَسَكَتَ عَنِ الْعَاشِرِ فَقَالَ الْقَومُ : نَنْشُدُكَ بِاللهِ يَا أَبَا الْأَعْوَرِ، مَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ : نَشَدْتُمُونِي بِاللهِ أَبُو الأَعْوَرِ فِي الْجَنَّةِ. (43)

ترجمہ: حضرت سعید بن زید ؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دس آدمی جنتی ہیں، (اور وہ یہ ہیں) ابو بکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، عثمان، علی، زبیر، طلحہ، عبد الرحمن، ابو عبیدہ اور سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید نو آدمیوں کا نام گن کر دسویں پر خاموش ہو گئے. لوگوں نے کہا: ابو اعور! ہم آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتے ہیں (بتایئے) دسواں آدمی کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: تم نے مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دی ہے، (دسواں) ابو اعور (یعنی سعید بن زید خود) جنتی ہیں۔

مختصر جائزہ: اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ان دس خوش نصیب صحابہ کرامؓ کا نام نامی اسم گرامی ذکر فرما کر جنت کی بشارت کا مژدہ سنایا ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت سعید بن زید ؓ ہیں ان کا نو اشخاص کا ذکر فرما کر سکوت اختیار فرمانا ان کی کسر نفسی پر دلالت کر رہا ہے یہ صحابہ کا عام مزج تھا کہ کبھی بھی اپنے انجام سے بے فکر نہیں رہتے تھے۔ شیخین جیسے حضرات کا اپنے بارے میں اس طرح کا رویہ دیگر احادیث میں موجود ہے۔ سب کچھ ہوتے ہوئے اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنا انھیں قدسی الصفات کا خاصہ تھا۔

31　حضور ﷺ کا مخصوص صحابہ کرامؓ کی بعض مخصوص صفات بیان کرنا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم : أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُوْ بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ أُبَيٌّ. وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنٌ وَأَمِيْنُ هذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.(44)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے سب سے زیادہ میری امت پر مہربان ابو بکر ہے، احکام الٰہی میں سب سے زیادہ سخت عمر ہے، شرم و حیاء میں سب سے زیادہ سچا عثمان ہے، حلال و حرام کو سب سے زیادہ جاننے والا معاذ بن جبل اور علم الفرائض کا سب سے زیادہ جاننے والا زید بن ثابت اور سب سے اچھا قاری ابی بن کعب ہے اور ہر امت کا کوئی نہ کوئی امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔

مختصر جائزہ: تمام ہی صحابہ کرام ؓ، آنحضرت ﷺ کی مختلف صفات کا پَرتَو تھے۔ ہر صحابی آنحضرت کی کوئی نہ کوئی صفات اپنے اندر سموئے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ فقر ابو زر ضرب المثل اختیار کر گیا کہ اگر آنحضرت ﷺ کی زاہدانہ زندگی کی ایک جھلک دیکھنا چاہتا ہے تو وہ حضرت ابو ذر غفاری کی زندگی دیکھ لے۔ مندرجہ بالا حدیث میں خود آنحضرت ﷺ اپنے بعض ساتھیوں کی صفات بیان فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا حضرت ابو بکر ؓ مخلوق پر رحمدلی کے معاملے میں اپنے آقا کی مثل ہیں، حضرت عمر ؓ دین کے معاملے میں کسی مصلحت کو خاطر میں نہ لانے میں اپنے آقا کی مثل ہیں، حیا اور عفت کے معاملے میں حضرت عثمانؓ اپنے آقا کی نظیر ہیں، قضا و عدالت میں حضرت علیؓ مثل نبی ہیں، اسی طرح حلال و حرام کے جاننے میں حضرت معاذ بن جبل ؓ خصوصیت رکھتے ہیں، زید بن ثابت ؓ فرائض کا علم بخوبی جانتے ہیں، ابی بن کعب ؓ قرآن کریم کی تلاوت میں خاص مقام رکھتے ہیں، حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کو امین الامۃ کا لقب عنایت فرمایا۔ یہ ایک ہی درس گاہ کے مختلف الصفات طلباء ہیں۔

32 جس نے حضرات صحابہ کرامؓ کو دیکھا وہ بھی باعث برکت ہو گیا

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ : يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ : هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ صلی الله علیه وآله وسلم ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ : هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ.(45)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ جنگ کریں گے تو ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے آنحضرت ﷺ کی صحبت پائی ہو؟ تو وہ کہیں گے: ہاں! تو (ان صحابہ کی برکت سے) انہیں فتح دے دی جائے گی. پھر وہ جہاد کریں گے تو ان سے کہا جائے گا: تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی صحبت پائی ہو؟ تو وہ کہیں گے: ہاں! تو انہیں (تابعین کی برکت سے) فتح دے دی جائے گی۔

مختصر جائزہ: اس حدیث میں ذرا غور فرمائیں جو صفت آنحضرت ﷺ کی ہے یعنی آپ کا وجود مسعود فتح کا ضامن ہے بعینہ وہی صفت بزبان

نبوی حضرات صحابہ کی بتائی جارہی ہے کہ بعد وفات نبی جنگ و جہاد کی ہلاکت خیزیوں کے درمیان جن کا بابرکت وجود فتح و کامرانی کا ضامن ہو گا وہ صحابہ کرامؓ ہیں۔

33 آنحضرت ﷺ کو صحابہ کی برائی سننا بھی ناپسند تھا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي شَيْئًا، فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْهِمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "میرے اصحاب میں سے کوئی کسی کی برائی مجھ تک نہ پہنچائے، کیونکہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جب میں ان کی طرف نکلوں تو میرا سینہ صاف ہو۔

مختصر جائزہ: اور یہی حکم ہمارے لیے بھی ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں ادنی بدگمانی کو سینے میں نہ رکھیں۔ جب نبی اپنے سینے کو اپنے ساتھیوں کے بارے میں پاک رکھنے کا اتنا اہتمام فرمارہے ہیں ہمیں اس معاملے میں کس قدر محتاط ہونا چاہیے مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔

نتیجہ: Result / conclusion مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے حضرات صحابہ کرامؓ وہ ہستیاں ہیں کہ جن کی مدح ثناء، تعدیل اور توثیق خود آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے، اس کے لیے کسی خارجی شہادت کی نہ ہی حاجت ہے اور نہ ہی کسی کی حیثیت ہے کے وہ ان قدسی صفات کی عدالت و ثقاہت پر کلام یعنی طعن کر سکے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ کی شخصیت وحی متلو سے منور ہے بالکل اسی طرح حضرات صحابہ کرامؓ کی شخصیات وحی غیر متلو سے منور ہیں۔ ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے ساتھیوں کی برأت اس وقت فرمارہے ہیں کہ جب دشمنوں کی تیروں کا رخ خود آنحضرت ﷺ تھے نا کہ صحابہ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو وحی کے ذریعے یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ میرے بعد کچھ ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے کہ جو یہ ہمت تو نہیں کر پائیں گے کہ براہ راست مجھے نشانہ بنائیں لیکن ان کا طریقۂ واردات یہ ہو گا کہ وہ میرے ان ساتھیوں پر طعن و تشنیع کے ذریعے مجھے تکلیف پہچائیں گے لہٰذا آنحضرت ﷺ نے اپنی مبارک زندگی ہی میں بذات خود ان حضرات کا دفع فرمایا اور نہ صرف دفاع بل کہ حق و باطل کا معیار ہی اپنے صحابہ کو قرار دیا کہ اب میرے بعد کوئی یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ مجھ سے سچی محبت رکھتا ہے تو اس کے ثبوت کے لیے وہ اتباع صحابہ کا نمونہ پیش کرے تب ہی وہ اپنے مزعومہ دعوے میں صادق کہلانے کے لائق سمجھا جائے گا۔

سفارشات : Recomindation مندرجہ بالا تحریر میں ہم نے نمونہ مشتے از خروارے چند ہی احادیث کا احصاء کیا ہے۔ اس سلسلے میں ضرورت اس بات کی ہے مزید احادیث صحیحہ کو جمع کیا جائے، تا کہ ان قدسی الصفات حضرات کی زندگی پر بزبان نبوی مزید روشنی ڈالی جا سکے۔ نیز قرآن کریم کی ان آیات بینات کو بھی جمع کیا جائے جن میں ان کا مبارک تذکرہ ہے یا وہ ان کی تعریف و توصیف کی طرف مشیر ہیں تا کہ وحی متلو اور وحی غیر متلو ہر دو پہلوؤں سے حضرات صحابہ کرامؓ رضی اللہ عنہم کی مبارک زندگی ہماری آنے والی نسلوں تک پہنچ سکے، اسی

طرح انھیں حضرات صحابہ کی زندگی کے علمی، فقہی، جہادی پہلوؤں سے روشناس کرایا جائے یہ جہاں ہمارے ایمان کی تقویت و سلامتی کا ذریعہ ہوگا وہیں ہماری عقبی کی فلاح و نجات اور آنحضرت ﷺ کی محبت و شفاعت کے حصول کا مؤثر وسیلہ ثابت ہوگا۔

مصادر و مراجع:

---

(1) محمد بن يزيد أبو عبد الله القزويني، سنن ابن ماجه، مقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، (بيروت، دار الفكر 1418-1998، عدد الأجزاء: 2) حديث رقم: 229

(2) محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي، سنن ترمذی، كتاب العلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب فضل العلم تعلما وتعليما لله، تحقيق أحمد محمد شاكر وآخرين، (بيروت، دار إحياء التراث العربي، عدد الأجزاء: 5) حديث رقم: 2685

(3) أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، تحقيق: أبو صهيب الكرمي، (الرياض: بيت الأفكار الدولية للنشر، 1419ھ) حديث رقم: 5027

(4) علاء الدين على المتقى بن حسام الدين الهندي، كنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، ص: 133، ج: 2 تحقيق: محمود عمر الدمياطي، (بيروت: دار الكتب العلميه، ط: 2، 1424ھ-2004) حديث رقم: 2085

(5) على المتقى، كنز العمال، ص: 133، ج: 2 حديث رقم: 2085

(6) سليمان بن احمد بن ايوب طبرانی، معجم الكبير، تحقيق: حمدی بن عبد المجيد السلفي، (موصل: مكتبة العلوم والحكم، 1404-1983) حديث رقم: 5874

(7) بخاری، صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل اصحاب النبی، حدیث رقم: 3450

(8) بخاری، صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب اشہد باللہ او شہدت باللہ، حدیث رقم: 6282

(9) بخاری، صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث رقم: 3649

(10) ایضاً، کتاب فضائل الصحابہ، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذ اخلیلًا، حدیث رقم: 3673

(11) الترمذی، سنن الترمذی، کتاب الفضائل والمناقب، باب ماجاء فی فضل من رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث رقم: 3858

(12) مسلم، صحیح مسلم، فضائل الصحابہ، باب فضل الصحابہ، حدیث رقم: 2531

(13) الترمذی، سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فیمن سب اصحاب النبی صلہ علیہ وسلم، حدیث رقم: 3865

(14) ایضاً، حدیث رقم: 3862

(15) ایضاً، حدیث رقم: 3866

(16) احمد بن علی بن ثابت البغدادی، تاریخ بغداد، تحقیق: بشار عواد معروف (بیروت: دار الغرب الإسلامي 1422–2002) حدیث رقم: 2657

(17) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب کراہیۃ الشہادۃ لمن لم یستشہد، حدیث رقم: 2363

(18) ابن حنبل، مسند احمد، حدیث رقم: 675

(19) طبرانی، المعجم الکبیر، حدیث رقم: 10448

(20) ابن حنبل، مسند احمد، فضائل الصحابہ، حدیث رقم: 10

(21) سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی، المعجم الاوسط، تحقیق: طارق بن عوض اللہ بن محمد، (القاہرۃ: دار الحرمین، ط: 1415) حدیث رقم: 456

(22) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، مقدمہ، باب فضل اہل البدر حدیث رقم: 162

(23) ابن حنبل، مسند احمد، حدیث رقم: 3600

(24) محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، (کراچی: مکتبۃ البشری) حدیث رقم: 4749

(25) ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، کتاب السنہ، تحقیق: محمد محیی الدین (بیروت: دار الفکر 1418-1998 حدیث رقم: 4607

(26)بخاری، صحیح بخاری،کتاب التمنی،حدیث رقم:6817.6818

(27)ایضاً،کتاب المناقب،حدیث رقم:3584

(28) صحیح مسلم،کتاب الجہاد والسیر،حدیث رقم:1805

(29)مسلم، صحیح مسلم،کتاب الوصیہ،حدیث رقم:1628

(30)ایضاً،کتاب فضائل الصحابہ،حدیث رقم:2502

(31)بخاری، صحیح بخاری،کتاب الأیمان،حدیث رقم:17

(32)ایضاً،کتاب المناقب،حدیث رقم:3572

(33)احمد بن شعیب ابی عبد الرحمن النسائی سنن النسائی،مقدمہ،باب فضل الانصار،(حلب:مکتب المطبوعات الاسلامیہ ط:1406)حدیث رقم:163

(34)مسلم، صحیح مسلم،کتاب فضائل الصحابہ،حدیث رقم:2508

(35)بخاری، صحیح بخاری،کتاب المناقب،حدیث رقم:3588

(36)مسلم، صحیح مسلم،کتاب الأیمان،حدیث رقم:76-77

(37)بخاری، صحیح بخاری،کتاب تفسیر القرآن،حدیث رقم:4333

(38)ایضاً،کتاب المغازی،حدیث رقم:4075

(39)الترمذی،سنن ترمذی،کتاب المناقب،حدیث رقم:3909

(40)بخاری، صحیح بخاری،کتاب المغازی،حدیث رقم:3762

(41)مسلم، صحیح مسلم،کتاب الأمارۃ،حدیث رقم:1856

(42)احمد بن علی ابو یعلی الموصلی،مسند ابی یعلی، تحقیق: حسین سلیم اسد،(دمشق:دار المأمون للتراث،ط:1404ھ-1984م)حدیث رقم:2184

(43)الترمذی،سنن ترمذی،کتاب المناقب،حدیث رقم:3748

(44)ابن ماجہ،سنن ابن ماجہ،مقدمہ،حدیث رقم:154

(45)ایضاً،کتاب المناقب،باب علامات النبوۃ فی الاسلام،حدیث رقم:3594

References:

1- Muhammad Bin Yazeed Abu Abdullah Al-Qazvini, Sunan Ibn E Maja, Ed By: Muhammad Fawwad A-Baqi (Beirut: Darul Fikr 1998-1418, Volumes: 2) Hadith # 229.

2- Muhammad Bin Esa Al- Tirmizi, Sunan E Tirmizi, Ed By: Ahmed Shakir, (Beirut: Dar Ehya at Turas Al-Arabi, Volumes: 5) Hadith # 2685.

3- Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail Al- Bukhari, Sahi Bukhari, Ed By: Abu Suhaib Al- Karami (Riaz: Bait Ul Afkar 1419) Hadith # 5021.

4- Alauddin Ali Al- Muttaqi Bin Hussam Uddin Al- Hindi, Kanzul Ummal Fi Sunanil Aqwal Wal Afa'al, Ed By: Mahmood Dimyati (Beirut: Darul Kutubil Ilmyah 1424-2004) Hadith # 2085.

5- Ali Al- Muttaqi, Kanzul Ummal, Page: 133, Vol: 2, Hadith # 2085

6- Sulaiman Bin Ahmed Bin Ayyub Tabarani, Mujam E Kabir, Ed By: A. Majeed Salafi (Mosil: Maktabatul Uloom Wal Hikam 1983-1404) Hadith # 5874.

7- Bukhari, Sahi Bukhari, Hadith # 3450.

8- ibid, Hadith # 6282.

9- ibid, Hadith # 3649.

10- ibid, Hadith # 3673.

11- Tirmizi, Sunan E Tirmizi, Hadith # 3858.
12- Muslim, Sahi Muslim, Hadith # 2531.
13- Tirmizi, Sunan E Tirmizi, Hadith # 3865.
14- ibid, Hadith # 3862.
15- ibid, Hadith # 3866.
16- Ahmed Bin Ali Bin Sabit Al. Baghdadi, Tarikh E Baghdad, Ed By: Bas-Shar Al.Awwad (Beirut: Darul Gharbil Islami 1422-2002) Hadith # 2657.
17- Ibn E Maja, Sunan Ibn E Maja, Hadith # 2363.
18- Ibn E Hanble, Musnad Ahmed, Hadith # 675.
19- Tabarani, Mujam E Kabir, Hadith # 10448.
20- Ibn E Hanble, Musnad Ahmed, Hadith # 10.
21- Tabarani, Mujam e Awsat, Hadith # 456.
22- Ibn E Maja, Sunan Ibn E Maja, Hadith # 162.
23- Ibn E Hanble, Musnad Ahmed, Hadith # 3600.
24- Muhammad Bin Abdullah Khateeb Tabrezi, Mishkaat Al Masabih, (Karachi: Maktabatul Bushra) Hadith # 4749.
25- Sulaiman Bin Ash-As Sajistani, Sunan Abu Dawud, Ed by: Muhammad Muhiuudin (Beirut: 1418-1998) Hadith # 4607.
26- Bukhari, Sahi Bukhari, Hadith # 6817-18.
27- ibid, Hadith # 3584.
28- Muslim, Sahi Muslim, Hadith # 1805.
29- ibid, Hadith # 1628.
30- ibid, Hadith # 2502.
31- Bukhari, Sahi Bukhari, Hadith # 17.
32- ibid, Hadith # 3572.
33- Ahmed Bin Shoib Abu A. Rahman Nasai, (Halb: Maktaba Al Matbua'at Al Islamiah) Hadith # 163.
34- Muslim, Sahi Muslim, Hadith # 2508.
35- Bukhari, Sahi Bukhari, Hadith # 3588.
36- Muslim, Sahi Muslim, Hadith # 76-77.
37- Bukhari, Sahi Bukhari, Hadith # 4333.
38- ibid, Hadith # 4075.
39- Tirmizi, Sunan E Tirmizi, Hadith # 3909.
40- Bukhari, Sahi Bukhari, Hadith # 3762.
41- Muslim, Sahi Muslim, Hadith # 1856.
42- Ahmed Bin Ali Abu Ya'ala Al. Musili, Musna Abu Ya'ala, Ed By: Husain Saleem Asad, (Damishq: Daru Mamoon Lit Turaas 1404-1984) Hadith # 2184.
43- Tirmizi, Sunan E Tirmizi, Hadith # 3748.
44- Ibn E Maja, Sunan Ibn E Maja, Hadith # 154.
45- Ibid, Hadith # 3594.

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License